ساتھ ہی انھوں نے مسٹر ڈیسائی کی اعلیٰ قابلیت اور ملک و قوم کے لئے اُن کی قربانیوں اور شاندار خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے گورنمنٹ کو اُس کے تعمیری کاموں میں اپنے اشتراک و تعاون کا یقین دلایا ہے، یہ سب علامتیں ملک و قوم کے لئے فال نیک ہیں۔

سفرنامۂ پاکستان کے متعلق کثرت سے خطوط موصول ہو رہے ہیں، گذارش یہ ہے کہ سفرنامہ ابھی ختم نہیں ہوا، ابھی کراچی کی ملاقاتوں، لاہور اور اسلام آباد کے عزیزوں، دوستوں اور یہاں کی علمی و ادبی اور دینی سرگرمیوں کے متعلق بہت کچھ لکھنا باقی ہے، میری علالت اور ساتھ ہی بعض غیر معمولی مصروفیتوں کے باعث یہ سلسلہ رُک گیا تھا، اب انشاء اللہ آیندہ مہینہ سے پھر شروع ہو جائے گا، قارئین مطمئن رہیں۔

گذشتہ نظرات پر استدراک

ذیل میں محترمہ بہن حمیدہ سلطان کا وہ خط شائع کیا جاتا ہے جو انھوں نے ماہ گذشتہ کے برہان کے نظرات سے متعلق لکھا ہے، اڈیٹر سے واقعی یہ غلطی ہوئی کہ خاندانی امور کے متعلق اُس نے تحقیق کیوں نہ کر لی اور محض اپنی سنی سنائی باتوں پر اعتماد کیا۔

اڈیٹر

علی منزل، کوچہ پنڈت، دہلی ۶

۲۱ر مارچ ۱۹۷۷ء

محترم بھائی سعید احمد صاحب! تسلیم

بُرہان کے نظرات پر نظر پڑی تو اِس میں ہمارے خاندانی حالات نیز اور واقعات

کے متعلق کافی غلطیاں نظر آئیں۔ ان کی تصحیح کرنا آپ کے لئے ضروری ہے تعجب ہے کہ آپ نے اس موضوع پر قلم اٹھانے سے پہلے مجھ سے رابطہ کیوں نہیں قائم کیا۔

۱۔ ابا جان کے نانا دلّی کے تراہا بیرم خاں کے رہنے والے تھے اور یہاں سے سفیر ہو کر آسام کے راجہ کے یہاں گئے تھے۔ اس لئے ابا جان کو دلّی سے شغف تھا اور شادی بھی انھوں نے اس تعلق کی وجہ سے دلّی ہیں کی تھی۔

۲۔ والدہ مرحومہ کے دادا نواب زین العابدین خاں عارف خلف نواب غلام حسین خاں مسترور تھے۔

۳۔ ابا جان پہلے مسلمان آئی، ایم، ایس اور لفٹننٹ کرنل تھے۔ بھلا اتنی بڑی پوزیشن کا آدمی معمولی جیلر کیسے ہو سکتا تھا۔ وہ اس زمانے میں بجنور کے سپرنٹنڈنٹ جیل تھے اور سول سرجن تھے۔

۴۔ والدہ صاحبہ پردے کی پابند تھیں وہ بھلا قیدیوں کو دیکھنے کہاں جیل میں جا سکتی تھیں۔ واقعہ یہ ہے کہ میں کبھی کبھی ابا جان کے ساتھ گاڑی میں لد جاتی تھی اور ہمارے گھر کے داروغہ امین الدین میرے ساتھ ہوتے تھے وہ آن کر والدہ صاحبہ کو سیاسی قیدیوں کے متعلق خبریں پہنچاتے اور والدہ صاحبہ اس طرح شریف اور مذہبی لوگوں کا جیل میں ہونا سن کر پریشان ہو جاتی تھیں، اور ابا جان سے اصرار کرتی تھیں کہ ان لوگوں کو کوئی تکلیف نہ ہونے پائے۔ مولانا حفظ الرحمٰن فرماتے تھے کہ آپ کی والدہ مرحومہ کی بدولت جیل میں رمضان آیا تو کورے گھڑوں کا ٹھنڈا پانی بھی ملا۔ افطار بھی ملتی تھی اور سحری پر دودھ بھی۔ یہ سب چیزیں ابا جان اپنے پاس سے روپیہ دیکر کراتے تھے۔

۵۔ آپکے بھائی دو بہنوں سے چھوٹے تھے۔ ۱۶۔ دریا گنج ۱۹۰۵ء ۱۳ ر مئی کو پیدا ہوئے۔ تعلیم کے لئے کبھی کلکتے نہیں گئے، البتہ گونڈے (یوپی) میں انھوں نے مڈل

کا امتحان پاس کیا کیونکہ ابا جان اس زمانے میں وہاں سول سرجن تھے۔ دلی سے انھوں نے میٹرک کیا، چھ مہینے سینٹ سٹیفن کالج میں رہے اور اٹھارہ سال کی عمر میں کیمبرج چلے گئے۔ وہاں انھوں نے بی اے کیا اور بار ایٹ لاء ہوئے۔

۶۔ انھوں نے پنجاب میں صرف کورٹ فیس داخل کی تھی۔ پریکٹس کبھی نہیں کی۔ البتہ کلکتے میں تین سال پریکٹس کی۔ ۱۹۳۲ء سے ۱۹۳۴ء تک، پھر آسام میں پریکٹس کی اور وہیں سیاست میں کام کیا۔

راقمہ

حمیدہ سلطان

سیرت خیر العباد
زاد المعاد

اس کتاب کی پہلی جلد اور دوسری جلد طبع ہو کر آگئی ہے، مصنف حضرت علامہ ابن قیم جوزیؒ۔ اس کا ترجمہ مفتی عزیز الرحمٰن صاحب بجنوری نے کیا ہے۔ مفتی صاحب نے اس کتاب میں بہت ہی جاں فشانی سے محنت کی ہے۔

مکتبہ برہان دہلی نے اپنے ایک خوبصورت انداز میں اس کو شائع کیا ہے۔ آپ اس کتاب کا مطالعہ کر کے ہی اس کی علمی شان کو سمجھ سکتے ہیں اور فنی گہرائیوں کا اسی وقت اندازہ ہو سکتا ہے۔ آج ہی آپ اس پتے پر اپنا آرڈر بھیجیے۔

قیمت غیر مجلد سترہ روپے   قیمت مجلد بیس روپے

جنرل منیجر ندوۃ المصنفین، اردو بازار، جامع مسجد دہلی